معاملات کے بارے میں تفسیر تدبر قرآن کے اسلوب و منہج کا تحقیقی جائزہ

A research review of the methods and methods of interpreting the Tadbir-e-Quran on matter and issues

* *Dr. Wali zaman*
* *Dr. Maz ullah*

Abstract

Shaykh-ul-Quran Allama Amin Ahsan Islahi is an imam of rationalists, commentators and Sufis. This tafsir is considered to be a summary of the previous tafsirs in terms of comprehensiveness and validity.

Islam is a complete religion from every aspect which bases its code of life on the teachings of Allah SWT and His Prophet SAW. It offers guidance in every field of life. There is guidance in Islam regarding matters from individual life, collective lives of societies to international relations of nations. Generally speaking Islam is divided into 5 important sections.

Beliefs or creeds, worship, economic, social, and morality are the five different sections in which Islam is divided. In today's essay/lecture we will only talk about economic relations and economic affairs in Islam. Mutual giving, taking and selling and buying is considered an economic affair. Due to the social position of human beings, economic affairs are an inseparable part of human life. Rather human life is dependent on mutual economic affairs. Just like other fields of life, Islam has guided humanity in the field of economics as well so that while doing mutual economic activities one should be able to carry out these activities in a just, Halal and clean way. People should avoid and refrain from misleading others, telling lies and cheating their economic affairs.

Hazrat has almost combined the opinions of the Salaf-e-Saliheen that are hereby described and the same are discussed and described in this research paper.

تفسیر کا مفہوم

تفسیر کا اصل مادہ فسر یعنی (ف، س، ر) ہے۔جسکا لغوی معنی ظاہر کرنا،کھول کر بیان کرنا، بے حجاب کرنا،طبیب کا قارورہ کو دیکھنے کانام تفسیر ہے[1]۔اظہر اللغات کے مطابق تفسیر کا لغوی معنی ہے۔

....

* *Wali zaman Associate Professor GDC Ghoriwala Bannu.*

** *Maz ullah PhD studand University of Science and Technology bannu.*

"تفسیر لغت میں قرآن کی شرح کا نام ہے۔اسکا جمع تفاسیر آتاہے۔ثلاثی مجرد سے نَصَرَ اور ضَرَبَ کے ابواب سے آتاہے[2]۔ تفسیر باب تفصیل سے مصدر ہے جسکا لازمی معنی واضح کرنا اور کھول کر بیان کرنے کے ہیں۔ قرآن پاک میں آیا ہےوَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا[3]

اصطلاحی تعریف:۔

1۔علامہ زرکشی کے مطابق علم تفسیر کی تعریف: **"علم يعرف به فهم كتاب الله المنزل على نبيه محمد** ﷺ **وبيان معانيه واستخراج احكامه وحكمه"**[4] 2۔ابوحیان کے مطابق علم تفسیر کی تعریف:"تفسیر ایک ایساء علم ہے جس میں الفاظ قرآن کے تلفظ ان کے مفہوم ومدلول ان کے احکام افرادی و ترکیبی اور ان معانی سے بحث کی جاتی ہے جنکے حالت ترکیب میں وہ حامل ہوتے ہیں[5]۔"3۔علامہ محمد علی صابونی نے التبیان میں علم تفسیر کی تعریف کچھ یوں کی ہے۔"علم یبحث فیہ عن القرآن الکریم من حیث الدلالتہ علی مراد اللہ بقدر الطاقتہِ البشریہ"[6]

اقسام تفسیر:۔بنیادی طور پر علم تفسیر کے دو قسمیں ہیں۔1۔ تفسیر بالماثور۔2۔ تفسیر بالرائے[7]

ڈاکٹر محمود احمد غازی نے محاضرات میں تفسیر کے اقسام اسی طرح بیان کئے "ابتدائی زمانہ میں تفسیر کا رجحان صرف تفسیر ماثورہ تھا ۔[8] اس کے بعد تفسیر کا دوسرا رجحان تفسیر کا لغوی اور ادبی انداز تھا۔اور اسی سلسلہ کی دو اہم تفاسیر میں سے مجاز القرآن ابو عبیدہ معمر بن المثنی کا اور دوسرے معانی القرآن یحیٰ بن زیاد الفراع کا تھا۔ ان تفاسیر کو تفسیر بالادب اور تفسیر باللغتہ بھی کہا جاتا ہے[9]۔ تفسیر کا تیسرا رجحان تفسیر بالرآی ہے۔یعنی قرآن پاک کی تفسیر رائے بصیرت اور اجتھاد سے کیا جاتا ہے[10]۔ **تفسیر کی دوسری قسم :** تفسیر کی دوسری قسم تفسیر بالرآی ہے۔جسکا مفہوم یہ ہے کہ لفظ"الرآی"کا اطلاق اجتہاد، استنباط اور قیاس پر ہوتا ہے۔اسی وجہ سے قیاس کے قائلین کو اصحاب الرآی کے نام سے مشہور کیئے گئے ہیں۔اور تفسیر بالرآی سے مراد وہ تفسیر ہے جو اجتھاد، استنباط اور قیاس کی بناپر کیا جائے۔[11]لیکن اجتھاد اور قیاس میں تفسیر کرنا چند شرائط سے مشروط ہیں۔تفسیر بالرآی کی دو قسمیں ہیں۔1۔ تفسیر بالرآی محمود۔ 2۔ تفسیر بالرآی مذموم[12]

تفسیر بالرآی المحمود پانچ شرائط کے ساتھ مشروط ہے۔1۔ تفسیر کلام عرب کے مطابق ہو۔2۔ کتاب اللہ کے موافق ہو۔3۔ سنت کے موافق ہو۔4۔ مفسرین کے عمومی شرائط کے مطابق ہو۔5۔اجماع مسائل کے خلاف نہ ہو[13]۔

تفسیر بالرآی المحمود کے اقسام:۔ محاضرات قرآنی میں ڈاکٹر محمود احمد غازی نے تین گروہ کا تذکرہ کیاہے۔ 1۔بعض متقدمین کا کہناہے کہ بالکل منع ہے ورنہ علم تفسیر باز یچہ اطفال بن جائے گا۔2 ۔متاخرین بعض علماء مطلقاجواز کے قائل ہیں۔3۔اکثر متقدمین اور متاخرین مذکورہ شرائط اور علوم کے ساتھ جواز اور باعث ثواب کے قائل ہیں[14]۔

تفسیر بالرآی کے اقسام:۔ تفسیر بالرآی کی دو قسمیں ہیں۔1۔ محمود و مقبول۔2۔ مذموم و مردود

تفسیر بالرآئ محمود کے اقسام:۔

متاٴخرین علماء نے تفسیر بالرآئ کو مذکورہ شرائط کے ساتھ جائز بلکہ باعث ثواب لکھا ہے اور تفسیر بالرآئ کے اقسام مندرجہ ذیل بیان کیے ہیں۔ 1۔ تفسیر تصوف۔ 2۔ تفسیر فقہی۔ 3۔ تفسیر علمی۔4۔ تفسیر سائنسی۔5۔ تفسیر ادبی ولغوی۔6۔ تفسیر معانی وبیان اور البلاغہ۔ 7۔ تفسیر قرأۃ و تجوید۔8۔ تفسیر کلامی۔9۔ تفسیر موضوعی

سوانح حضرت مولانا امین احسن اصلاحی

تعارف: مولانا کا اصل نام امین احسن تھا۔ اصلاحی لقب تھا۔ مولانا کے والد کا نام محمد مرتضیٰ تھا۔ انکے دادا کا نام وزیر علی تھا۔ اور حافظ قرآن بھی تھا۔ مولانا اصلاحی کا ابائی گاؤں "بمہور" جو کہ اعظم گڑھ سے چار میل کے فاصلے پر دریائے تونس کے کنارے واقع ہے۔ یہ گاؤں 1957ء سے انگریزوں کے خلاف ہر تحریک میں پیش تھا۔ مولانا اصلاحی کے آباؤ واجداد درمیانی درجہ کے کاشتکار اور زمیندار تھے[15]۔

ولادت: مولانا اصلاحی کا تاریخ پیدائش صحیح طور سے محفوظ نہیں لیکن عام کتب نے 1904ء لکھا ہے

تعلیم: مولانا اصلاحی نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں بمہور کے دو مکتبوں میں حاصل کی۔ ایک سرکاری مکتب تھا جس میں مدرس مولوی بشیر احمد تھا اور دوسرا دینی مکتب تھا جس میں مدرس مولوی فصیح احمد تھا۔ ان دونوں مکتبوں میں مولانا اصلاحی نے ناظرہ قرآن اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ دس سال کی عمر میں ان کے والد نے ان کو مدرستہ الاصلاح میں داخل کر لیا[8]۔ ان کی قابلیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے اساتذہ نے تیسرے درجے میں بٹھایا[16]۔

صحافت:۔ فراغت کے بعد 1922ء سے 1925ء تک سہ روزہ "مدینہ" جو کہ اخبار کا نام تھا۔ اسکے نائب مدیر رہ گئے تھے۔ اسی دوران ہفتہ وار دو رسالے شایع ہوتے تھے۔ ایک میں بچوں کے تربیت کے طریقے تھے جسکا نام "غنچہ" تھا۔ اور دوسرے کا نام "سچ" تھا دونوں میں مولانا نے کافی کام کیا ہے [17]

تخصص فی القرآن : 1925ء سے 1930ء تک مولانا اصلاحی نے اپنے استاد مولانا حمید الدین فراہی کے مشورہ سے تخصص فی القرآن کیلئے مدرستہ الاصلاح سے وابستہ ہوگئے [14] ۔ پانچ سال مسلسل درس قرآن حاصل کرنے لگے۔ مولانا فراحی چند افراد کو اپنے ذوق کے مطابق تیار کئے۔ ان میں ایک مولانا اصلاحی کو تیار کیا [18]۔

تخصص فی الحدیث: 1930 سے 1935 تک مولانا اصلاحی اپنے والد حافظ محمد مرتضیٰ کے خواہش پر علم تخصص فی الحدیث حاصل کرنے کیلئے مولانا عبد الرحمٰن مبارکپوری کے پاس گئے اور ان سے جامع الترمذی اور نخبتہ الفکر کا درس حاصل کیا۔ مولانا نے جامع الترمذی کی شرح "تحفۃ الاخوذی" پر سند کے لحاظ سے تحقیقی کام مولانا اصلاحی کے حوالہ کیا۔ اس کام کی تکمیل کے بعد مولانا اصلاحی فن اصول حدیث، تحقیق روایت و درایہ اور جرح و تعدیل کے ماہر بن گے [19]۔

تفسیر تدبر قرآن کا تعارف

تدبر عربی کا لفظ ہے۔ اسکا اصل مادہ (د، ب، ر) ہے ثلاثی مجرد سے باب نصر ینصر سے آتا ہے جبکہ ثلاثی مزید سے باب تفصیل سے دبر یدبر تدبیر آتا ہے۔ لغوی معنی انتظام کرنا، سیاست وادارۃ کرنا ہے۔ یہی لفظ عربی مقولہ میں بھی استعمال ہوا ہے۔ **دبر کل شئی کا معنی عقب و مؤخر کل شی۔** یعنی ہر چیز کا آخری [20]۔ المنجد میں اسی طرح بیان ہوا ہے۔ دبر الامر:۔ کسی امر میں سوچ بچار کرنا یا اسکے نتیجہ پر غور کرنا [21]۔ معارف القرآن میں تدبر کا معنی ہے۔ **افلایتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالھا** [22] کیا یہ لوگ قرآن کے اعجاز اور مضامین میں غور نہیں کرتے۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی کے مطابق مذکورہ آیت کا معنی یہ ہے۔ " کہ یہ لوگ دھیان نہیں کرتے' مولانا مودودی تفہیم القرآن میں مذکورہ آیت کے ضمن میں لکھتا ہے۔ یعنی یہ لوگ قرآن پاک پر غور نہیں کرتے یا غور کرنے کی کوشش تو کرتے ہیں مگر اس کی تعلیمات اور اسکی معانی و مطالب ان کے دلوں پر اثر نہیں کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے دلوں پر قفل چڑھے ہوئے ہیں [23]

تدبر کا اصطلاحی مفہوم:۔

تدبر کے مترادفات، غور و فکر، تفکر، تجربہ کے ہیں۔ اسلام ایک فطری دین اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسلام نے انسانی زندگی کو اسلامی طریقے پر قائم رکھنے کیلئے واضح ہدایات کی ہیں۔ اسلام کا بنیادی سرچشمہ قرآن اور سنت رسول ہے۔ قرآن کا طرز استدلال فلاسفی طرز پر نہیں بلکہ انسانی فکر و استدلال کے مطابق ہے۔ قرآن کے طرز استدلال کے بارے میں مولانا امین احسن اصلاحی لکھتا ہے۔ " قرآن کا انداز بحث و استدلال مناطقہ اور فلاسفہ کی طرح نہیں کہ صغریٰ و کبریٰ بنائے اور پھر ترتیب دے کر نتیجہ نکال کر مخاطب کو چپ کرادے۔ بلکہ قرآن کا طرز استدلال یہ ہے۔ کہ عقل انسانی کو فکر و استدلال کو

قوت دے کر ابھارتا ہے۔ اور پھر اسکو فطرۃ کی راہ پر لگاتا ہے۔ جسمیں کوئی کج وپیچ نہیں ہے۔ قرآن میں جہاں مسلمین کو معرفت خداوندی کا ذکر آیا ہے وہاں تخلیق کائنات پر غور و فکر کا بھی ذکر ایا ہے[24]۔ باری تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لآیات لاولی الباب[25] مذکورہ آیت کی تفسیر سورۃ عمران ایت نمبر ۱۹۰ میں سید ابوالاعلی مودودی نے اسی طرح لکھا ہے۔

"جب انسان نظام کائنات کا بغور مطالعہ ومشاہدہ کریں تو وہ اس حقیقت تک پہنچے گا کہ یہ نظام حکیمانہ نظام ہے۔ اور اس نظام کائنات پر غور و تدبر کرنے سے آخرت کا یقین حاصل ہوتا ہے"[26]۔ مولانا امین احسن اصلاحی کی غرض تدبر قرآن سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان اور جنات کو عبث پیدا نہیں کئے ہیں بلکہ ایک خاص مقصد کیلئے دنیا کو بھیجے ہیں۔ اور وہ مقصد باری تعالیٰ نے قرآن میں خود بیان کیاہے۔ "وما خلقت الاجن والانس الالیعبدون "[27]

معاملات کا مفہوم:۔

معاملات جمع معاملہ کا ہے۔ معاملہ باب مفاعلہ سے مصدر کا صیغہ ہے۔ ثلاثی مجرد میں عمل یعمل سے سمع یسمع باب سے ہے۔ جبکہ دراصل یہ ثلاثی مزید کے باب مفاعلہ سے ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ ایک دوسرے کے ساتھ عمل کرنا اس باب میں فاعل اور مفعول دونوں برابر ہیں[28]۔ اور معاملات کا مفہوم بھی یہ ہے۔ کہ ہر ایک انسان دوسرے انسان کے ساتھ جو کردار، کاروبار اور عمل کرتا ہے۔ اسکو معاملات کہا جاتا ہے۔ دین اسلام کے 4 اہم ارکان ہیں۔ 1۔ عقاید 2۔ عبادات 3۔ معاملات 4۔ اخلاقیات[29]

معاملات کی دو قسمیں ہیں

1۔ معاملہ مع الناس باعتبار الحقوق والمعاشرت 2۔ معاملا مع الناس باعتبار البیع والشری

قسم اول میں نکاح، طلاق، خلع وغیرہ جبکہ دوسری قسم میں بیع اور اسکے تمام اقسام آتے ہیں۔

اسلوب کا مفہوم:

یہ افکار وخیالات کے اظہار و ابلاغ کا ایسا طریقہ ہے جو دل نشین بھی ہو اور منفرد بھی ہو۔ اسکو انگریزی میں سٹائل جبکہ اردو میں طرز اور اسلوب کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ عربی اور جدید فارسی میں "سبک" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اسلوب میں ترصیع یا صناعی کا مفہوم شامل ہے۔ عربی میں سبک یسبک ضرب یضرب سے لغوی معنی دھات کو پگھلانا اور سانچہ میں ڈھالنا ہے چنانچہ عربی میں اس کا مفہوم کلام کا حشو وزوائد سے پاک کرنا کا نام بھی ہے دوسرا لفظ طرز ہے جو فاخرانہ لباس استعمال کا نام ہے۔ اور یہ عام طور سے فیشن کے معنی پر استعمال ہوتا ہے۔ اب اسلوب، طریقہ، روش، راستہ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اسلوب کی جمع اسالیب ہے۔ یہ اصل میں متعین معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے یہ ادب میں کسی مخصوص انداز نگارش کے واسطے بولا جاتا ہے۔ جسمیں لکھنے والے کی شخصیت کے منفرد خط وخال نظر آئیں۔

عربی، فارسی، اردو، ہندی تمام زبانوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اسلوب کے معنی میں تصنع اور کاوش ہے۔ڈاکٹر بوفان کے مطابق اسلوب انسان کے "ذھنی آواز" کا نام ہے۔ اسلوب میں الفاظ کی ترتیب اور انتخاب کا سلیقہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ اور اسی پر اسلوب کا دارومدار بھی ہے۔ اپنے خیالات کو ایک منفرد حیثیت سے پیش کرنے کا نام اسلوب ہے[30]۔

منہج کا مفہوم:۔

منہج البحث کسی موضوع کے نتائج تک پہنچنے کیلئے جو منظم طریقہ استعمال ہوتا ہے۔ اسکا نام منہج البحث ہے۔ اسلامیات کا مضمون تمام علوم وفنون کے ساتھ باہم مربوط ہے۔ اسمیں تحقیق کرنے کیلئے مناسب منہج اختیار کرنا ضروری ہے۔

1۔ مناہج البحث: یہ مرکب اضافی ہے۔ مناہج منہج کی جمع ہے۔ جو کہ مضاف اور بحث مضاف الیہ ہے۔ بحث کا معنی کھودنا اور تلاش کرنے کا ہے۔ڈاکٹر محمد بلتاجی نے بحث کی تعریف ان الفاظ میں کیاہے۔"هو بزل الجهد فی تحصیل معرفته بموضوع من موضوعات التخصص"

منہج کا مفہوم:۔ مناہج منہج کی جمع ہے۔ جسکا لغوی معنی الطریق الواضح آتا ہے۔ صحیح بخاری میں منہج کا معنی "سنتہ" یعنی طریقہ بیان کیا گیاہے[31]۔ الغرض تحقیق کے دوران کسی علمی بحث کیلئے جو طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ اسکا نام منہج ہے۔ تحقیق اس طریقہ کو بروئے کار کر لاکر علمی اور تحقیقی ہدف تک اسانی سے پہنچ سکتا ہے۔ منہج محقق کا وہ طرہ امتیاز ہے۔ جو رب العزت نے تمام مخلوقات سے منفرد خصوصیات دی ہیں۔ جسمیں عقل وفکر اور اپنے مافی الضمیر کا زبانی اور تحریری اظہار شامل ہے[32]۔

ابتدائی زمانہ سے علوم وفنون کی دو قسمیں تھی۔ 1۔ نظریاتی علوم 2۔ تجرباتی علوم

محقق کیلئے یہ مشکل تھا کہ اس دونوں میں سے کونسا منہج اختیار کیا جائے۔ جس سے وہ منزل مقصود تک پہنچ جائے۔

لہذااولا اقسام مناہج جاننا ضروری ہوتا ہے۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔ 1۔ منہج استقرائی۔ 2۔ منہج استنباطی۔ 3۔ منہج استدلالی 4۔ منہج توثیقی۔ 5۔ منہج وصفی 6۔ منہج منصوبی 7۔ منہج وحدتی

1۔ منہج استقرائی: یہ وہ طریقہ تحقیق ہے۔ جسمیں کسی مخصوص علم یا موضوع کے تمام تر جزئیات کا احاطہ کیا جاتا ہے۔ اس منہج میں طرز تحقیق جز سے کل کیطرف ہوتا ہے اور منطق کے اصطلاح میں اسکو دلیل استقرائی کہا جاتا ہے[33]۔ اسکی دو قسمیں ہیں۔

1۔ استقراء کامل 2۔ استقراء ناقص

استقراء کامل اور ناقص: اگر کسی علم کے تمام جزئیات پر احاطہ کیا ہو تو کامل ورنہ ناقص ہے۔ مثلاََ وجود تعالیٰ کلی اور مطلوب ہے۔ اور کائنات میں موجود نشانات جو کہ جزئیات ہیں پر استدلال کیا جائے۔[5]

2۔ منہج استنباطی: اسکا دوسرا نام منہج تحلیل یا جزئیاتی بھی ہے۔ یہ منہج استقرائی کے بالکل عکس ہے۔ اسمیں کلیات واصول و قواعد کو بنیاد بنا کر جزئیات معلوم کئے جاتے ہیں۔ مثال: باری تعالیٰ کا فرمان ہے۔"وشاورهم فی الامر[34]" تو الامر سے مراد وہ امور جو منصوص نہ ہو۔ اور یہ دونوں اصطلاحات عام طور سے منطق وحکمت اور فلسفہ میں استعمال ہوئے ہیں[35]۔

3۔ منہج توثیقی و تاریخی: توثیقی کا معنی مضبوطی کے ہیں۔اسے مراد یہ ہے۔کہ اس سے کسی انسان کی قول کی صحت اور عدم صحت یا کسی انسان کے قول کی صدق و کذب معلوم کی جاتی ہے۔ اسلام کیں اس منہج کی بنیادی استعمال علم حدیث اور اسکے رواۃ میں ہے۔

4۔ منہج استدلال: اسکا دوسرا نام منہج مباحثی بھی ہے۔اور اس استدلال کا مطلب یہ ہے کہ دلیل طلب کرنا اور اصطلاح میں اس قسم کی منہج میں کسی دعویٰ پر دلائل طلب کئے جاتے ہیں۔ یہ تعلیم کا ایک مؤثر طریقہ ہے اس سے کسی موضوع پر بحث و مباحثہ سے قوۃ استدلال پیدا ہو جاتا ہے۔اور اس سے وسعت مطالعہ اور وسعت نظری آتی ہے۔ مثال: باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

" قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین "[36]

اسی طرح رسول اللہؐ نے بھی اکثر مقامات پر یہی طریقہ اختیار کرتا تھا۔ ایک مرتبہ پوچھا مفلس کون ہے۔ صحابہ نے مختلف جوابات دیئے۔تو اخری انھوں نے فرمایا کہ مفلس وہ ہے جسکے ساتھ اخرۃ میں کوئی نیکی نہ ہو۔اگر ہیو تو دوسروں کو دیا جائے۔

5۔ منہج وصفی: اسکا دوسرا نام منہج بیانیہ اور جائزاتی منہج بھی ہے۔اس منہج میں کسی علمی موضوع کے ظاہری وصف کو منظم انداز میں پیش کی جاتا ہے۔[37]

اس کی دو ذیلی قسمیں ہیں[11]۔1۔معیاری منہج 2۔مقداری منہج

1۔معیاری منہج:۔ کسی چیز کے تحقیق میں اسکے معیار کع مد نظر رکھ کر معلومات جمع کیا جائے۔کیونکہ بعج حقائق تظریاتی ہوتی ہے۔ جس کیلئے معیاری منہج اختیار کیا جاتا ہے

2۔مقداری منہج:۔ کسی چیز کے تحقیق میں اسکے مقدار کو مد نظر رکھ کر معلومات جمع کیا جائے۔کیونکہ بعض اشیاء کا تعلق با قاعدہ اعداد و شمار اور حساب کے اصول و قواعد سے ہو تا ہے۔تو اس قسم کی تحقیق کیلئے منہج مقدار اختیار کیا جائے گا۔

اس وصفی منہج میں یہ بات ضروری ہے۔کہ مواد جمع کرنے میں صداقت اور امانت سے کام لینا ہو گا۔تو افراط و تفریط سے پاک ہو گا۔اسکے بغیر منہج وصفی کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

6۔ منہج منصوبی:۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ ایک تحقیقی کام طلبہ کی گروپ کیں تقسیم کیا جائے اور طلبہ مل کر اس کام کو سرانجام دیتے ہیں اور ہر ایک اپنا حصہ مکمل کرتا ہے۔ یہ ایک جدید طریقہ تحقیق ہے۔جو کہ اکثر ایم فل اور پی ایچ ڈی کے موضوعات میں استعمال ہو تا ہے۔

7۔ منہج وحدتی:۔ ایک علم کو دوسرے علوم میں ضم کرکے تحقیق کرنے کا نام منہج وحدتی ہے۔ مثلاً اسلامیات کا مضمون جو کہ زندگی کے ہر شعبے سے مربوط ہے۔ اسکا تعلق قانون، سیاست، عمرانیات، اقتصادیات، اخلاقیات اور سائنس وغیرہ سے ہے۔ چنانچہ ان سب علوم کو یا بعض کو اسلامیات کے ساتھ مربوط بنا کر تحقیق کرنے کا نام وحدتی منہج ہے۔ یہ ایک جدید طریقہ تحقیق ہے۔جو کہ بہت مفید ہے۔

1۔ مسئلہ عدت

قرآن پاک میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا ۔[38]

ترجمہ: اور طلاق والی عورتیں تین حیض تک اپنے تئیں روکے رہیں اور اگر وہ خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتی ہیں تو ان کو جائز نہیں کہ خدا نے جو کچھ ان کے شکم میں پیدا کیا ہے اس کو چھپائیں اور ان کے خاوند اگر پھر موافقت چاہیں تو اس (مدت) میں وہ ان کو اپنی زوجیت میں لے لینے کے زیادہ حقدار ہیں

اس آیت کی تفسیر میں مولانا اصلاحی نے تدبر قران میں اس آیت کی تفسیر یوں کی ہے[39]۔

"باری تعالیٰ کا اصلی مقصود اس تین حیض کی مدت سے یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ مطلقہ حاملہ ہے یا نہیں۔ اور یہ ایک حساس مسئلہ ہے۔ اس پر بہت سے احکام منحصر ہیں۔ اسی وجہ سے باری تعالیٰ نے عورت سے خطاب کر کے فرمایا کہ اگر رحم میں کوئی نطفہ محسوس کرتے ہو تو ظاہر کرو۔

دوسری حکمت یہ ہے کہ اس مدت میں شوہر کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر اپنی عورت سے تعلق رکھنا چاہئے تو مراجعت کریں اور یہ بہت بہتر ہے۔ کیونکہ ازدواجی تعلق ٹوٹنا صرف اس صورت میں ہے جب ماحول کی خوشگواری کا کوئی امکان نہ ہو۔ تیسرا مصلحت یہ ہے کہ اگر طلاق کے وقت کوئی عارضی ناراضگی ہو تو فریقین اسی مدت میں ٹھنڈے دل سے اپنے معاملے پر نظر ثانی کر کے ازدواجی تعلقات کو بحال رکھیں لیکن مراجعت میں شرط خوشگوار اور محبت کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنے کا ہے۔

اسلوب میں تحقیقی جائزہ

اس آیت کی تفسیر میں مولانا اصلاحی نے ایک حکیمانہ اسلوب اختیار کر کے اس آیت میں ثلاثۃ قروء کی حکمتیں بیان کی ہیں۔

منہج میں تحقیقی جائزہ

اس آیت کی تفسیر میں مولانا اصلاحیؒ نے اس مسئلہ میں منہج استدلالی اختیار کر کے اس عدت کو دعویٰ کی حیثیت دی اور حکمتوں کو دلائل کی حیثیت سے بیان کی۔

2۔ سود اور ربواء کا مسلہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔" الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَاخَالِدُونَ[40]

ترجمہ: جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اٹھیں گے جیسے کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ سود بیچنا بھی (نفع کے لحاظ سے) ویسا ہی ہے جیسے سود (لینا) حالانکہ سودے کو خدا نے حلال کیا

ہے اور سود کو حرام تو جس کے پاس خدا کی نصیحت پہنچی اور وہ (سود لینے سے) باز آگیا تو جو پہلے ہو چکا وہ اس کا اور (قیامت میں) اس کا معاملہ خدا کے سپرد اور جو پھر لینے لگے گا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں کہ ہمیشہ دوزخ میں جلتے رہیں گے

مولانا اصلاحی نے سود اور ربوا کی تفسیر تدبر قران میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔[41]

"ربوا لغت میں بڑھنا اور زیادہ کے ہیں۔ اصطلاح میں وہ اضافہ جو ایک قرض دینے والا مجرد مہلت کے عوض اپنے مقروض سے اپنی اصل پر وصول کرتا ہے۔ یہی معنی زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں معروف تھی۔ اسکی شکلیں مختلف ہوتی رہتی ہے۔ لیکن دراصل حقیقت ایک ہے وہ یہ کہ قرض دینے والا قرضدار سے ایک معین شرح پر صرف اس حق کی بنا پر اپنے دیے ہوئے روپے کا منافع وصول کرے کہ اس نے ایک خاص مدت کے لیے اس کو روپے کے استعمال کی اجازت دی ہے۔ اور اس مفہوم میں قرض میں غریب ونادار یا امیر و تاجدار کا کوئی فرق نہیں۔ اسی طرح قرض میں تکفین و تجہیز یا کسی رفاہی یا تجارت وزراعت ورضاعت یا انفرادی واجتماعی منصوبوں کیلئے دینے میں کوئی فرق نہیں اور جو لوگ اسمیں نرمی کرتے ہیں وہ قرآن کے اس آیت کی رو سے بالکل غلط ہے۔

اسلوب میں تحقیقی جائزہ

مولانا اصلاحی نے تحقیقانہ اور تنقیدانہ اسلوب اختیار کیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اولاً نحوی اور لغوی اور اصطلاحی تحقیق کیا اور پھر بعض لوگوں پر رد کر کے استدلال قرآن سے کیا ہے۔

منہج میں تحقیقی جائزہ

مولانا اصلاحی نے اس آیت کی تفسیر میں منہج استنباطی اختیار کرکے لکھا ہے۔ کہ سود اور ربوا کا مزکورہ مفہوم زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں متحد ہے۔ اور تمام ترجزئیات اس مفہوم میں منحصر ہیں۔ تو اس مفہوم کی حیثیت ایک کلی جیسا ہے۔

3۔ خلع کا مسلہ:

باری تعالیٰ کا فرمان ہے۔ " الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ" [42]

طلاق (صرف) دو بار ہے (یعنی جب دو دفعہ طلاق دے دی جائے تو) پھر (عورتوں کو) یا تو بطریق شائستہ (نکاح میں) رہنے دینا ہے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دینا اور یہ جائز نہیں کہ جو مہر تم ان کو دے چکو اس میں سے کچھ واپس لے لو ہاں اگر زن و شوہر کو خوف ہو کہ وہ خدا کی حدوں کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو اگر عورت (خاوند کے ہاتھ سے) رہائی پانے کے بدلے میں کچھ دے ڈالے تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں

مولانا اصلاحی نے خلع کی تفسیر تدبر القران میں ان الفاظ میں کیا ہے[43]

"خلع وہ شکل ہے جب کہ بیوی کو بھی میاں سے ایسا اختلاف ہو کہ صاف نظر آرہا ہو کہ ازدواجی زندگی کے گزارنے کیلئے جن حدود و قیود کی نگہداشت لازمی ہے۔ ان کو میاں بیوی برقرار نہیں رکھ سکتے تو اس میں کوئی بات نہیں کہ بیوی کوئی مال ان کو فدیہ

کے طور پر دے اور شوہر سے چھٹکارا حاصل کر لے۔ شریعت کے معنوں میں اس کو خلع کہتے ہیں۔ چونکہ یہ بات عورت کی طرف سے ہوتی ہے۔ اس لئے مرد کو اس رقم کو لینے کی اجازت ہوگئی ہے۔"

قرآن کی اصطلاح میں خلع کے متعلق دو باتیں خاص ہیں۔

1۔ ایک یہ کہ اگر میاں بیوی کے درمیان کوئی بات طے نہ ہو سکے تو لازماً خلع اور معاوضہ شرعی عدالت میں فیصلہ ہوگی۔ اس کا ثبوت قران میں ہے فان خفتم الا یقیما حدود اللہ۔۔ الخ۔ اس آیت میں خفتم کا خطاب اسلامی معاشرہ سے ہے۔ اور معاملات و نزاعات میں معاشرے کی مداخلت عدالت ہی سے ممکن ہے۔

2۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ خلع کا مطالبہ عورت کا حق اس صورت میں ہے جب ازدواجی زندگی میں حدود اللہ کا قیام مرد کی طرف سے ممکن نہ ہو۔ اور عورت کیلئے خلع کے سوا حدود اللہ قائم کرنا ناممکن ہو۔ اس کا ثبوت "الا یقیما حدود اللہ" سے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹی سی لغزشوں پر خلع کا مطالبہ شرعاً جائز نہیں۔ اور یہ معیار صرف عدالت ہی قائم کر سکتی ہے۔

اسلوب میں تحقیقی جائزہ

مولانا اصلاحیؒ نے اس مسئلہ میں محققانہ اور تدبرانہ اسلوب اختیار کر کے خلع کی جائز صورتیں بیان کی ہیں۔

منہج میں تحقیقی جائزہ

مولانا امین اصلاحیؒ نے اس مسئلہ میں منہج استقرائی انداز اختیار کر کے خلع کی جائز صورتوں کا احصاء کیا ہے اور لکھا ہے کہ اسکے سوا صورتوں میں خلع جائز ہوگا۔

4۔ مسئلہ قصاص

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ * وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ [44]

مومنو! تم کو مقتولوں کے بارے میں قصاص (یعنی خون کے بدلے خون) کا حکم دیا جاتا ہے (اس طرح پر کہ) آزاد کے بدلے آزاد (مارا جائے) اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔ اور اگر قاتل کو اس کے (مقتول) بھائی (کے قصاص میں) سے کچھ معاف کر دیا جائے تو (وارث مقتول کو) پسندیدہ طریق سے (قرارداد کی) پیروی (یعنی مطالبہ خون بہا کرنا) اور (قاتل کو) خوش خوئی کے ساتھ ادا کرنا چاہیے یہ پروردگار کی طرف سے (تمہارے لئے) آسانی اور مہربانی ہے جو اس کے بعد زیادتی کرے اس کے لئے دکھ کا عذاب ہے

مولانا اصلاحی نے قصاص کی تفسیر تدبر القران میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے [45]

کہ اولاً قصاص کی لغوی تحقیق اور اقسام بیان کر کے لکھا ہے۔ قصاص قصص سے ہے۔ جسکا اصل معنی پیچھے، اسکے نقش قدم کے ساتھ ساتھ چلنے کے ہیں۔ و قالت لاختیہ قصیہ الیہ

قصاص کی دو قسمیں ہیں۔

1 جانی 2 مالی

یعنی دیت یا خو بیا ادا کرنا۔ کیونکہ دیت بھی قصاص کا ایک قسم ہے۔ اس آیت میں اہم بات یہ ہے قصاص حکومت وقت کی ذمہ داری ہے۔ کیونکہ ولکم سے خطاب اسلامی معاشرہ میں اسلامی حکومت کو ہے۔ کیونکہ اولیاء میں افراط و تفریط کا امکان زیادہ ہے۔ کبھی ایک کے بدلے کئی آدمیوں کو قتل کرتے ہیں اور کبھی اولیاء مقتول قاتل کے قصاص میں دلچسپی نہ ہو کبھی کمزور اور غربت کیوجہ سے نہ لیں سکتے ہیں۔

دوسری اہم بات کیہے کہقاتل ایک آدمی کا قاتل نہیں بلکہ حکومت وقت کا قاتل ہے۔ کیونکہ حکومت کی قانون امن کو تباہ کیاہے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ حکومت نے قصاص کے دونوں اقسامیں ایک قسم کو اختیار کرنے کا فیصلہ اولیاء کو دیا ہے۔ اور اسکی چند حکمتیں ہیں۔

1. قاتل کی جان پر اولیاء مقتول کی براہ راست اختیار ملنابڑے گہرے زخموں پر پٹی کرنا ہے۔
2. اگر کوئی رحم کا پہلو سامنے آجائے تو قاتل کے خاندان پر براہ راست احسان ہو گا۔
3. دیت کی شکل میں اولیاء مقتول کو کافی مالی سہارا ملتا ہے۔

اسلوب میں تحقیقی جائزہ

مولانا اصلاحی نے محققانہ اور مدبرانہ اسلوب اختیار کیاہے۔ کیونکہ اولاََ انھوں نے لفظ قصاص اور اسکے اہم مسائل کی تحقیق کی ہے۔

منہج میں تحقیقی جائزہ

مولانا اصلاحی نے اس آیت کی تفسیر منہج استقرائی کامل کا انداز اختیار کیا ہے۔ کیونکہ انھوں نے قصاص کے لغوی، مفہومی اور مصداقی اور مصلحتی جزئیات کو بیان کیا ہے۔

5۔ مشرکین کے ساتھ نکاح اسلوب:

قرآن پاک میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَّ وَلَأَمَةٌ مُؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ أُولَئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ [46]

ترجمہ ؛ اور (مومنو!) مشرک عورتوں سے جب تک ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرنا کیونکہ مشرک عورت خواہ تم کو کیسی ہی بھلی لگے اس سے مومن لونڈی بہتر ہے اور (اسی طرح) مشرک مرد جب تک ایمان نہ لائیں مومن عورتوں کو ان کی زوجیت میں نہ دینا کیونکہ مشرک (مرد) سے خواہ تم کو کیسا بھلا لگے مومن غلام بہتر ہے یہ (مشرک لوگوں کو) دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور خدا اپنی مہربانی سے بہشت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اور اپنے حکم لوگوں سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ نصیحت حاصل کریں۔

اس آیت کی تشریح تدبر القرآن میں مولانا صلاحیؒ اس طرح لکھتا ہے

" ما قبل آیت میں یتیموں کی پرورش کے مختلف پہلو بیان کئے اور ساتھ ساتھ فضائل بھی بیان کئے ہیں۔ تو ان پہلوؤں میں سے ایک پہلو یہ ہے کہ ان کی ماوؤں سے نکاح کر کے دو فائدے ہونگے 1۔یتیمہ کی پرورش ہو گی۔2۔ بیوہ کی پرورش اور اسکی عصمت و حفاظت کا بھی انتظام ہو گا۔ تو اس کے بعد باری تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نکاح میں شرط یہ ہے کہ یتیمہ کی ماں سے اس شرط پر نکاح کرو کہ وہ مشرکہ نہ ہو کیونکہ اس کے نکاح میں ایک طرف تو ظاہری مصلحت ہے جبکہ دوسری طرف مفاسد زیادہ ہیں۔

مشرک کا مصداق: مولانا اصلاحیؒ اسکے بعد لکھتا ہے کہ مشرک اور مشرکہ کا اصطلاح قرآن پاک میں صرف عرب لوگوں کیلئے علم یا لقب کے طور پر استعمال ہوا ہے جبکہ دوسرے قوموں کیلئے لفظ کفر استعمال ہوا ہے۔ تو اس آیت میں بنو اسماعیل کے اولاد کے مشرکین اور مشرکات سے نکاح کو مومنہ عورت اور مومن مرد سے حرام کیا گیا ہے اور حرمت کو اس انداز میں سے بیان فرمایا ہے کہ ایک مسلمان لونڈی سے نکاح کرنا یا مسلمان عورت کا ایک مسلمان غلام سے نکاح کرنا بہتر ہے مشرک عورت اور مشرک مرد کے مقابلہ میں اور اسکی حکمت یہ بیان فرمائی کہ رشتہ نکاح کے اثرات انسانی زندگی پر بہت گہرے ہیں تاکہ ایسا نہ ہو جائے کہ حسن و جمال یا مال و متاع یا خاندانی آزادی کو سامنے رکھ کر مشرکہ عورت یا مشرک مرد سے نکاح کر کے اپنے ایمان و

اسلام اور اپنے آئندہ نسلوں کے ایمان و اسلام کو بیچ دیں۔ کیونکہ رشتہ نکاح کے تعلقات نے مذہبی روایات اور تہذیب و تمدن میں جو بڑی بڑی تبدیلیاں لائی ہیں اسکی عملی اور ظاہری مثالوں سے تاریخ بھری پڑی ہے[47]۔

اسلوب میں تحقیقی جائزہ

اس آیت کی تفسیر میں مولانا اصلاحیؒ اس آیت کی تفسیر تدبرانہ اور سیاق و سباق کے اسلوب کو اختیار کرکے اولاً ما قبل آیات سے مربوط کردیا پھر مشرک کا اصطلاح بیان کیا اور اسکے بعد حرمت کی حکمت بیان فرمائی۔

منہج میں تحقیقی جائزہ

مولانا اصلاحیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں استنباطی منہج کو اختیار کرکے اولاً اس مسئلہ کا مصداق خاص بیان کیا اور اسکی دلیل بھی دے دی کہ اس آیت میں یتیموں کی وہ مائیں مراد ہیں جو مسلمان ہو اور اسپر سیاق و سباق سے استدلال کیا۔ اور پھر مذکورہ بالا مسئلہ کی خوب وضاحت کرکے حرمت کی حکمت بیان فرمائی۔

6۔ مسئلہ ایلاء

قرآن پاک میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ[48]

ترجمہ: جو لوگ اپنی عورتوں کے پاس جانے سے قسم کھالیں ان کو چار مہینے تک انتظار کرنا چاہیئے اگر (اس عرصے میں قسم سے) رجوع کرلیں تو خدا بخشنے والا مہربان ہے اور اگر طلاق کا ارادہ کرلیں تو بھی خدا سنتا (اور) جانتا ہے

اس آیت کی تشریح کے حوالے سے مولانا امین احسن اصلاحیؒ لکھتا ہے

"باری تعالیٰ نے قرآن میں قسموں کے اقسام ذکر کرنے کے بعد ایک شرعی مسئلہ بیان کیا ہے اور وہ مسئلہ ایلاء کا ہے "ایلاء" باب افعال سے الا یالو بمعنی کسی امر میں کوتاہی اور کمی کرنے کے ہیں اور ایلاء کے معنی کسی چیز کے چھوڑنے اور ترک کرنے کی قسم کھانے کا نام ہے۔ یہ عرب جاہلیت کی ایک رسم بد اصطلاح تھی کہ بیوی سے اچھی تعلق یا زوجیت کا تعلق نہ رکھنے کی قسم کا نام تھا۔ چونکہ لفظ ایلاء میں ترک کا معنی موجود ہے اسی وجہ سے قطع تعلق کے معنی کیلئے دوسری لفظ کی ضرورت نہیں ہے۔ چونکہ اس جیسا معاملہ ازواجی مقاصد کے خلاف اور منافی ہے اور اس سے بیوی معلق اور تکلیف دہ رہ جاتی ہے۔ اسی وجہ سے شریعت نے چار ماہ کی مدۃ مقرر کردی۔ تاکہ شوہر اسکے اندر یا رجوع کریں یا طلاق کا فیصلہ کریں اگر رجوع کیا ان کے متعلق فرمایا کہ اللہ مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ کیونکہ انھوں نے ایک گناہ کا کام کیا تھا اور اسکے بعد کفارہ بھی ادا کرنا ہوگا۔ اور اگر دوسری صورت اختیار کی تو اس معاملا میں اللہ کی مقرر کردہ حدود اور قیودات کی پوری پوری پابندی کرنا لازمی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی نہ رجوع کریں اور نہ طلاق دے، تو کیا ہوگا۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ فقہاء کے ایک گروہ نے لکھا ہے کہ ایک طلاق واقع ہوگی بعض کے نزدیک رجعی جبکہ دوسرے علماء کے نزدیک طلاق بائن واقع ہوگا۔ اور دوسرے گروہ کا کہنا ہے کہ اس سے طلاق واقع نہ ہوگی بلکہ قاضی شوہر کو طلاق یا رجوع کا حکم دے گا اگر وہ کوئی صورت اختیار نہ کرسکتا تو قاضی

بذریعہ عدالت طلاق دے گا۔ قرآن کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طلاق اس وقت ہو گا جب شوہر بغض و عناد اور نفرت کی بناپر قسم کھایا ہو اور اگر مصلحت یا عارضی غصہ یا تنبیہ کی وجہ سے ہو تو طلاق واقع نہ ہو گی[49]۔

اسلوب میں تحقیقی جائزہ

اس آیت کی تشریح میں مولانا اصلاحیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں محققانہ اور حکیمانہ اسلوب اختیار کر کے اولاً اس آیت کے الفاظ لغوی اور شرعی تحقیق کر کے مصداق بیان کیا۔ اور پھر اس مسئلہ کے دونوں جہتوں کی مصلحت اور حکمت بھی بیان ہے اور آخر میں طلاق کی اصل علت پر بھی روشنی ڈالی۔

منہج میں تحقیقی جائزہ

اس آیت کی تفسیر میں مولانا اصلاحی نے اس آیت کی تشریح و تفسیر میں منہج استدلالی اختیار کر کے اولاً اس مسئلہ کے لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کیا اور پھر فقہ اور حکمت کے لحاظ سے بحث و مباحثہ کیا۔ اور عقلی دلائل بھی پیش کئے۔

خلاصۃ البحث

شیخ القرآن علامہ امین احسن اصلاحی معقولین اور مفسرین و صوفیاء کے امام ہیں۔ ان کی مشہور تصانیف میں سے ایک اہم تصنیف "تفسیر تدبر قرآن" ہے جو کہ سلف صالحین کی طرز پر ایک بہترین تفسیر جانا پہچانا جاتا ہے اور 9 جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ تفسیر جامعیت اور مانعیت کے لحاظ سے سابقہ تفسیروں کا خلاصہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ تفسیر تفسیر کے دونوں اقسام یعنی بالماثور اور بالرائ کے دونوں اقسام پر مشتمل ہے۔ اور حضرت نے تقریباً سلف صالحین کے آراء کو یکجا کیا ہے۔ اور ماہرین علماء کلام کے کلامی اقوال اور مسالک کا خصوصی طور پر رقم طراز ہے۔ اور جگہ جگہ فقہی معاملات سے متعلق مسائل بھی بیان کئے ہیں اور معاملات کے اسلوب اور مناہج کو بہترین انداز میں بیان کی ہیں۔ جن پر یہ تحقیقی ریسرچ پیپر مشتمل ہے۔

حوالہ جات

[1] حریری، غلام، احمد۔ تاریخ تفسیر و مفسرون، ملک سنز پبلیشرز کارخانوں بازار فیصل آباد، ص۔ 41

Hariri,Ghulam,Ahmad,Tarikh tafrir w mofasseroon, malak sans paleshers karkhano bazar faisal abad page 41

[2] بھٹی، محمد، امین۔ اظہر اللغات، اظہر پبلیشرز، اردو بازار لاہور، ص۔ 503

bhati,muhammad,amin,azahar ullughat,azher pabllesher,urdu bazar lahore,page 503

[3] سورۃ الفرقان، آیت نمبر 33

alfurqan,ayat no 33

[4] عثمانی، محمد تقی، علوم القرآن، مکتب دار العلوم کراچی، ایڈیشن 2003، ص 323

umanni,muhammad taqi,uloom ul quran,darulaloomkarachi,p 323

[5] السیوطي، عبد الرحمن بن أبي بکر، جلال الدین : الاتقان فی علوم القران، جلد دوم ص 169

alsyoti,abd ul rehman,jalal din,alatqsn fi uloom alquran,jild 2 p 169

6 صابونی، محمد علی، التبیان، مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، ص66

Sabooni,muhammad ali,altibyan,rehmania,iqra santer lahore p

7 تاریخ تفسیر و مفسرون ص18

Tarikh tafrir w mofasseroon, page 18

8 محاضرات قرآنی ص235

Muhazarat qurani p 235

9 ایضاص238

aizza p238

10 ایضاص240

aizza p240

11 ایضاص280

aizza p280

12 التبیان ص157

altibyan p157

13 محاضرات قرآنی ص243

243 Muhazarat qurani p

14 محاضرات قرآنی ص240

Muhazarat qurani p 240

15 عزمی، حسین، اختر، ڈاکٹر، مولانا امین احسن اصلاحیؒ حیات وافکار، مکتبہ نشریات اردو بازار، ص55

azmi,Husain,akhter,Doctar ,amin ahsan aslahi hayat w afkar nashriyat urdu bazar lahor p 55

16 منظور الحسن، مولانا اصلاحی سے ایک یادگار انٹرویو، صفحہ 114

17 مولانا امین احسن اصلاحیؒ حیات وافکار، ص56

azmi,Husain,akhter,Doctar ,amin ahsan aslahi hayat w afkar p 56

18 ایضا 57

aizza p57

19 ایضا 58

58aizza p

20 ادارہ دائرہ معارف اسلامیہ لاہور۔ ج4 صفحہ 55

adarah daira maarif islamia lahore jild 4 p 55

21 المنجد صفحہ 228 لویس معلوف عربی اردو۔ مکتبہ خزینہ علم وادب الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

almonjid,lowes maaloof ,arabi urdu ,khazina elm w adab karim markit lahore p228

22 سورہ محمد، آیت نمبر 24

surat e muhammad 24

23 شفیع، محمد، مفتی۔ معارف القرآن۔۔ جلد نمبر 6 صفحہ 39 مکتبہ المعارف کراچی

Shafi,Muhammad,Maarif ul Quran jild 6 p 39

24 اسلامیات دینیات لاھور سورۃ العمران 190 آیت نمبر ص 5 این۔ڈبلیو۔ایف۔پی۔ٹیکسٹ بک بورڈ پشاور

Islamiat diniat lahore text book lahore page 5

25 سورۃ العمران، آیت نمبر 190

surat ul aimran 190

26 تدبر القرآن امین احسن اصلاحی ج 190

tadabur quraan p190

27 سورۃ الذاریات، آیت نمبر 56

surat al zzariyat 56

28 عبد اللہ۔ میزان الصرف، کلام کمپنی، ناشران، تاجرانکتب مقابل مسافر خانہ کراچی، ص 99

abd ullah ,mizan alsarf,tajiran kotob,mosafir khana ,karachi,p99

29 تھانوی، علی، اشرف، مولانا۔ آداب المعاشرت، مکتبہ علمیہ لاہور، ص 51

thanwi,ashraf,ali,adab ul moaasherat,maktaba elmia ,lahore p51

30 فاروقی، احمد، نصار، پروفیسر۔ اردو محفل فورم۔ 8 دسمبر 2012

farooqi,ahmad,proffesor,urd mahal furm,8 december 2012

31 البخاری، محمد۔ صحیح البخاری، مکتبہ حقانیہ پشاور، ج 2، ص 25

alvbukhari,Muhammad,Sahih ul bukhari,maktaba haqania peshawar,jild 2 page 25

32 اصفہانی، راغب، امام۔ المفردات فی غریب القرآن، دار العلم، بیروت، ایڈیشن 1991

asfahani,raghib,imam,almufradat fi gharib ul quraan beroot 1991

33 تہانوی، علی، محمد، کشاف فی اصطلاحات الفنون والعلوم، مکتبہ لبنان بیروت 1992

tahanwi,ali,muhammad,kashaaf fi istilahat ul fanoon w aleloom,maktaba labnan beroot,1992

34 سورۃ العمران، آیت نمبر 159

surrat ul aimran 159

35 ملا جیون، احمد۔ نور الانوار۔ میر محمد کتب خانہ، مرکز علم و ادب، آرام باغ کراچی ص 228۔

mulla jiwan,ahmad,noor ul anwar,markaz e elmw adab ,aram bagh karachi,p 228

36 سورۃ البقرہ، آیت 22

surat ul baqara 22

37 پالن پوری، احمد، سعید۔ رحمۃ اللہ الواسعۃ شرح حجۃ اللہ البالغۃ، ج2، ص493

palen puri ,ahmad saeed,rehmat ul wasat sherh hujjt ul balegha jild 2 page 493

38 سورۃ البقرہ آیت228

surat ul baqara 228

39 ۔ تدبر القرآن۔ ج1، ص532

tadabur quraan ,jild 1, page 532

40 سورۃ البقرہ آیت229

surat ul baqara 229

41 تدبر القرآن، ج1، ص535

tadabur quraan ,jild 1, page 535

42 سورۃ البقرہ آیت275

surat ul baqara 275

43 تدبر القرآن، ج1، ص630

tadabur quraan ,jild 1, page 630

44 سورۃ البقرہ آیت179

surat ul baqara 179

45 تدبر القرآن، ج1، ص431

tadabur quraan ,jild 1, page 431

46 سورۃ البقرۃ:221

surat ul baqara 221

47 تدبر قرآن ج2 ص518۔

tadabur quraan ,jild 2, page 518

48 سورۃ البقرۃ:226

surat ul baqara 226

49 تدبر قرآن ج1 ص530۔

tadabur quraan ,jild 1, page 530